پردہ

محمد رمضان یوسف سلفی
ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش لاہور

مغربی دانشمندوں نے آزادی نسواں کا جھانسہ دیکر جس طرح عورت کی عفت وعصمت اور عزت وآبرو کو تارتار اور پامال کیا ہے اس کا مشاہدہ وہاں کے معاشرے میں عورت کی زبوں حالی سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ جہاں اسے نفسانی خواہش کی تکمیل وتسکین کیلئے ''ٹشو پیپر'' کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ بظاہر مغربی معاشرے میں عورت مکمل آزاد ہے لیکن اس آزادی میں عورت کی ذلت ورسوائی کی اک داستاں پنہاں ہے۔ جبکہ اسلام نے روز اول سے عورت کے مقام ومرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کے حقوق و آبرو کی پاسبانی اور تحفظ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے میں عورت کو غیر معمولی مقام رفعت حاصل ہے اور اسے حد درجہ عزت، اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت کے بلند مقام اور تکریم کیلئے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ:

فان الجنة تحت رجلها۔ جنت اس (ماں) کے قدموں کے نیچے ہے۔ (احمد نسائی)

لیکن اس قدر ومنزلت کے باوجود مسلم معاشرے کی دختر جدید مغربی معاشرے، تہذیب و تمدن اور اسکی ثقافت کو زندگی کا آب حیات اور لاینفک حصہ سمجھ رہی ہے۔ سید ابوبکر غزنویؒ کے الفاظ میں.... یہ کیسا احساس کمتری ہے، یہ کیسی رلا دینے والی بدبختی ہے، یہ کیسا ہنگامہ زبونی ہمت ہے کہ تمہارے اپنے گھر میں ثقافت وتہذیب کے یہ لعل وجواہر ہیں اور تم غیروں کے خذف ریزوں پر للچائی ہوئی نظر ڈالتے ہو۔

یہ بات کس قدر حقائق پر مبنی ہے کہ آج ہم نے اپنی تہذیب وثقافت کے انمول جواہر چھوڑ کر اغیار کے، خذف ریزوں کو اپنے لئے متاع جہاں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ہمارے دین اور ایمان کیلئے یہ چیز زہر ہلاہل سے کچھ کم نہیں ہے۔ مغربی تہذیب کی جن روایات کو ہم نے اپنایا ہے اس میں ایک بے پردگی کا موذی مرض بھی ہے۔ جو اپنے تباہ کن اور مضر اثرات کے سبب ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ آج اگر چند دختران اسلام پردے کے احکامات پر سختی سے کاربند ہیں تو بعض لبرل خواتین پردہ کرنے کے باوجود بے پردہ نظر آتی ہیں۔ ایسے میں ہمیں مسعود کا یہ شعر یاد آجاتا ہے.....

ہے گردش دوراں کہ زمانے کی ترقی
میں پردہ نسواں میں حیا ڈھونڈ رہا ہوں

حامیان بے حجاب عرصہ سے بے حیائی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ جن دنوں شاہ جرمن ''گلیوم'' نے ترکیہ کا دورہ کیا تو انجمن اتحاد وترقی کے ممبران نے بادشاہ کے سامنے اپنی بعض تہذیبی جھلکیاں پیش کرنی چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسکول کی بے پردہ لڑکیوں کو بادشاہ کے استقبال کیلئے اس طرح پیش کیا کہ لڑکیاں پھولوں کے گلدستے بادشاہ کو پیش کررہی تھیں۔ بادشاہ نے جو یہ منظر دیکھا تو اسے بڑا اچنبھا ہوا۔ اس نے انجمن کے ذمہ داران سے کہا میری آرزو یہ تھی کہ میں ترکیہ میں جاہ وحشمت اور پردہ داری کے مناظر دیکھوں، کیونکہ تمہارے مذہب اسلام کا یہی حکم ہے لیکن افسوس ..... میں یہاں اسی بے پردگی کو اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں، جس سے یورپ میں ہمیں بڑی شکائتیں ہیں اور جس کی بدولت وہاں ہمارے خاندان اجڑ رہے ہیں وطن کی مٹی پلید ہورہی ہے اور بچے در بدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ (تحفۃ العروس ص ۵۵۸)

افسوس کہ یورپ کو جس چیز سے بڑی شکائتیں ہیں ہم اسے اپنانے پہ مصر اور مسرور ہیں۔ اس وقت بہت سے خبائث وبے حیائی اور فسادات

> ۱۸ سالہ ریکا کہتی ہے کہ:::: مغربی تہذیب کا ماحول اسقدر گندہ ہے کہ مجھے مشرق کی تہذیب پر رشک آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مشرقی لڑکیاں بھی ہمارے ماحول کی رنگینیوں کے جادو کا شکار ہوکر خود کو تباہی کے غار میں دھکیل رہی ہیں۔ جو یقیناً خطرناک ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اسلام نے عورت کو ذلت ورسوائی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر مقام رفعت پر متمکن کیا ہے۔ آج وہ کسی نہ کسی کمپنی کا مونوگرام بن کر اپنے تقدس کو پامال کررہی ہے

کی بنیاد عورت کی بے پردگی ہے۔ اگر عورت بے پردگی سے اجتناب کرتے ہوئے شمع محفل بننے کی بجائے چراغ خانہ بن کر رہے تو کچھ شک نہیں کہ بہت سے افعال خبیثہ کا خاتمہ ہوجائے۔ لیکن دختر جدید ایسا کرنے سے انکاری ہے۔ کیونکہ مغربی تہذیب کی رنگین چمک دمک نے اس کی آنکھیں چکا چوند کردی ہیں۔ حالانکہ جس تہذیب کی تقلید میں یہ آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرتے ہیں اسی مغربی تہذیب کے پرخار اور تنگ و تاریک جنگل میں خونخوار درندے اور بھیڑیئے ہر وقت عورت کی عصمت و عزت کا شکار کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ ان درندوں سے تنگ آکر مغربی خواتین مشرقی تہذیب و تمدن پر رشک کرتی ہیں۔

ایک مغربی طالبہ نے اسی حقیقت کو اکتوبر ۹۱ء میں لندن یونیورسٹی میں بیان کیا۔ اور ۱۲ اکتوبر ۹۱ء کو پاکستان ٹائمز میں اس کے وہ الفاظ شائع ہوئے۔ ۱۸ سالہ ربیکا کہتی ہے کہ:::: مغربی تہذیب کا ماحول اسقدر گندہ ہے کہ مجھے مشرق کی تہذیب پر رشک آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مشرقی لڑکیاں بھی ہمارے ماحول کی رنگینیوں کے جادو کا شکار ہوکر خود کو تباہی کے غار میں دھکیل رہی ہیں۔ جو یقیناً خطرناک ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر مقام رفعت پر متمکن کیا ہے۔ آج وہ کسی نہ کسی کمپنی کا مونوگرام بن کر اپنے تقدس کو پامال کررہی ہے۔ اور زیب و زینت سے آراستہ و مزین ہوکر کھلے بندوں سر بازار، گشت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ، باک و شرم محسوس نہیں کرتی۔ مزید ظلم کی انتہا یہ ہے کہ حامیان بے حجاب بھی اپنی خواتین کو بنا سنوار کر اور میک اپ سے پوری طرح سجا کر شوپیس کی طرح لوگوں کے سامنے لانے میں ذرا عار نہیں سمجھتے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہیے تھا کہ:۔

تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو روسیاہی

یہ سوچ تو کسی غیور انسان کو ہی آئے گی، بے حمیت کو اس سے کیا سروکار، اکبر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

عورت قدرت الٰہی کا بے مثال حسین شاہکار ہے۔ اس سراپائے حسن و جمال کی خوبصورتی، حرکات و سکنات، گفتار و آواز اور دلکشی مرد کو اپنی طرف مائل کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس کے ناز و انداز اور ادائیں بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کے جذبات برانگیختہ کرکے انہیں فتنہ میں مبتلا کردیتی ہیں۔

لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ عورت بن کر ہی رہے اور خود کو مستور رکھے کیونکہ....

پھولوں کی انجمن سے ستاروں کی بزم تک
موضوع گفتگو ہے تیری دل کشی کی بات

عورت کے پس پردہ رہنے میں ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اگر یہ بے پردہ باہر نکلے گی تو لوگوں کی ستم ظریفی کا باعث بنے گی اور پھر شائد کوئی یہ کہنے سے بھی گریز نہ کرے کہ........

انگلیاں سرو اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
شوق سے گل کھلے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ خرابی تھی جسے دیکھ کر آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ..

المراة عورت فاذا خرجت استشرفها الشیطان ۔ عورت تو چھپانے کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے دوسروں کی نظر میں اچھا کرکے دکھاتا ہے۔ رواہ ترمذی۔ اور جو عورتیں اپنی زینت کو دوسروں کو دکھاتی ہیں۔ اور انہیں نبی ﷺ کا یہ فرمان ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اپنی زینت کو غیر جگہ ظاہر کرنے والی عورت کی مثال قیامت کے اس اندھیرے جیسی ہے جس میں روشنی نہ ہو۔ (ترمذی ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۰۴)

لہٰذا اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنے والی سیار خواتین سے ہماری مودبانہ گزارش ہے کہ اپنے اس تمام اسلحہ کو اپنے خاوند پر ہی استعمال کریں کیونکہ یہ اسی کا حق ہے اور اس حق میں خیانت کرکے گنہگار نہ ہوں۔ اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر ان کی عفت و عصمت کا تحفظ کیا ہے تاکہ بے پردگی سے پیدا ہونے والے برے نتائج سے بچایا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔

وقل للمومنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن الا ماظهر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن..(النور آیت ۳۔)

اور مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آنحضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں اسی وقت ابن ام مکتومؓ پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا ان سے پردہ کرلو۔ میں نے کہا کہ یہ نابینا نہیں ہیں؟ تو وہ ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی

ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آنحضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں اسی وقت ابن ام مکتومؓ پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا ان سے پردہ کرلو۔ میں نے کہا کہ یہ نابینا نہیں ہیں؟ تو وہ ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہوگیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ رہیں

نابینا ہو کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ رہیں۔ترمذی بحوالہ ابوداؤد جلد ۳۔ص ۲۸۳)

ابن ام مکتوم ایک برگزیدہ صحابی ہیں پھر یہ کہ نابینا ہونے کے باوجود ازواج مطہرات جیسی پاک باز خواتین کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آجکل جو عورتیں غلط عقیدت اور توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ آجاتی ہیں وہ اسلام کی روح سے کس قدر بیگانہ ہیں۔اور جہاں تک بات ہے زینت چھپانے کی تو عورت کو چاہیے کہ دوپٹہ یا چادر اس طرح اسے اوڑھیں کہ مردوں کی نظر کو آوارگی کا موقع نہ ملے، یہی زینت کو ظاہر نہ کرنے کا اکمل طریقہ ہے۔

چہرے کا پردہ: زینت کی دو اقسام ہیں ایک فطری جیسے چہرہ وغیرہ۔اس میں مقناطیسی کشش اور جاذبیت مضمر ہے اور دوسرے تصنعی جیسے زیورات، لباس، مہندی سرمہ اور بالوں کی آرائش وغیرہ۔جن خواتین کو زیب و زینت کا زیادہ شوق ہوتا ہے تو وہ اپنے حسن و جمال کی نمائش کھلے بندوں کرنے کو باعث فخر سمجھتی ہیں پھر جب یہ بن سنور کر زرق برق لباس میں ملبوس، چہرے کو میک اپ سے مزین کئے لبوں پہ تبسم بکھیرے آزاد رخ زیبا کے ساتھ سر بازار نکلتی ہیں تو نوجوانوں کے سفلی جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان آجاتا ہے۔اور پھر یہ بے پردہ خواتین عام طور پر ان کی دست درازی کا شکار ہوتی ہیں۔لہٰذا معاشرے میں پیدا اس فتنہ سامانی کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ عورتیں غیر محرم مردوں سے اپنے پیکر حسیں اور رخ زیبا کو زیر پردہ رکھیں۔جیسا کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ

یا ایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یوذین وکان اللہ غفورا رحیما (سورہ احزاب ۵۹)

اے ہمارے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ کر لیا کریں، جس سے پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ سے عورت کے چہرہ چھپانے کا حکم واضح ثابت ہو رہا ہے اب چہرے کو چادر کے گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا برقع و نقاب سے، اصل مقصود چہرہ چھپانا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ اپنے کسی کام سے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھانپ لیا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ص ۲۷۸)

اور محمد بن سیرینؒ کے سوال پر حضرت عبیدہ سلمانیؒ نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ کر اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر بتایا کہ یہ مطلب ہے اس آیات کا (ایضا)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی **یدنین علیھن من جلابیبھن**....تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلیں تھیں جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں یعنی وہ سیاہ کپڑے سروں پر ڈالتی تھیں (ابو داؤد جلد ۳ ص ۲۷۹) اور ام سلمہؓ ہی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں جب مردوں کا قافلہ ہمارے پاس سے گزرتا تو ہم عورتیں اپنے چہروں کے اوپر کپڑے ڈال لیا کرتی تھیں۔اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں بے نقاب ہوتیں۔مگر جب مرد ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم گھونگھٹ سے اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتیں تھیں۔جب وہ چلے جاتے تو ہم پھر اپنے چہروں کو کھول لیا کرتیں۔(ابوداؤد جلد ۲ص ۵۰)

حضرت ام خلادؓ اپنے شہید لڑکے کی خبر دریافت کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اس حال میں کہ ان کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔صحابہ کرام نے کہا کہ ایسی مصیبت میں بھی چہرے پر نقاب ہے۔تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھ پر لڑکے کی مصیبت پڑی ہے۔میری شرم وحیا پر کوئی مصیبت نہیں پڑی۔ابو داؤد کتاب الجہاد۔ان واقعات سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب پردہ کے احکام نازل ہوئے تو مسلمان عورتیں اس پر عمل کرتے ہوئے باپردہ رہتیں اور نقاب اوڑھ کر اپنے چہرے کو چھپایا کرتیں۔اب نبی ﷺ کے دو فرامین اور ملاحظہ کیجئے۔آپ نے فرمایا محرمہ عورت احرام کی حالت میں چہرے پر نقاب اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔ابوداؤد،اور فرمایا عورت کا احرام اس کے چہرے اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔دار قطنی

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حالت احرام میں عورت کا چہرہ کھلا رہنا چاہیے۔عورت کی بے نقابی مخصوص با احرام ہونے سے صاف واضح ہے کہ وہ غیر احرام کی حالت میں محل نقاب ضرور ہے۔ورنہ تخصیص شرعی کا ابطال لازم آئے گا۔جو کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔ہماری اس مختصر کاوش کا حاصل یہ ہے کہ عورت وقرن فی بیوتکن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے چراغ خانہ بن کر رہے اس میں اس کی عفت وعصمت پاکیزہ اور محفوظ رہ سکتی ہے اور اگر ایسے کبھی کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر بھی جانا پڑے تو باپردہ ہو کر جائے تا کہ کسی ابلیس کو شیطنت کی ہمت نہ ہو۔امید ہے کہ نگارشات سلیم قلب کی حامل دختر ملت کیلئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔اب اس بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ.....اے قوم کی بچی

بتولے باش و پنہاں شو زیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

فاطمہ جیسا اسوہ اختیار کرتے ہوئے زمانے کی نگاہوں سے چھپ جانا کہ تیری گود سے بھی حسین جیسا سورج طلوع ہو سکے۔

وما علینا الا البلاغ